تقریر بابت سیرت رسولؐ
وقت 5-7 منٹ

تقریر

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خشیتِ الٰہی

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ۔ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ (المومنون:58 تا62)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جو اپنے رب کے رعب سے ڈرنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب کی آیات پر ایمان لاتے ہیں اور وہ لوگ جو اپنے رب کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتے اور وہ لوگ کہ جو بھی وہ دیتے ہیں اس حال میں دیتے ہیں کہ ان کے دل اس خیال سے ڈرتے رہتے ہیں کہ وہ یقیناً اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو بھلائیوں میں تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں اور وہ ان میں سبقت لے جانے والے ہیں۔

در دِلم جوشد ثنائے سَروَرے
آنکہ در خُوبی ندارد ہمسَرے
آنکہ جانَش عاشقِ یارِ ازل
آنکہ رُوحش واصلِ آن دلبرے

(براہین احمدیہ حصہ اوّل، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 17)

میرے دل میں اس سردار آقا کی تعریف جوش مار رہی ہے، جو خوبی میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا۔
وہ جس کی جان خدائے ازل کی عاشق ہے، وہ جس کی رُوح اس دلبر سے واصل ہے۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے ’’آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خشیتِ الٰہی‘‘

سب سے پہلے تو یہ واضح کر دوں کہ خشیت کیا ہے۔ عربی زبان میں ڈرنے کے لیے عموماً دو لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ ایک خوف اور دوسرا خشیت۔ اردو میں دونوں کا ترجمہ ڈر اور خوف ہی کیا جاتا ہے لیکن در حقیقت ان دونوں میں بہت زیادہ فرق ہے۔
دراصل خوف کہتے ہیں کسی چیز کے آثار اور نتائج سے آنے والے خطرہ کا اندیشہ کرنا۔ جیسے کسی دشمن، درندے یا کسی تکلیف دہ چیز سے ڈرنا، خوف کہلاتا ہے۔ اس کی ضد امن ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ اور خشیت اُس ڈر کو کہتے ہیں جو کسی ذات کی انتہائی عظمت اور محبت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس ڈر کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ اس ذات کی رضا اور خوشی کی ہر وقت فکر لاحق رہتی ہے اور اس کی ناراضگی کے اندیشہ سے بھی انسان بچتا ہے۔ یہی خشیت بندہ کو بارگاہ خداوندی میں کامل اور مقبول بنا دیتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تقویٰ اور خدا ترسی علم سے پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا (فاطر:29) یعنی اللہ تعالیٰ سے وہی لوگ ڈرتے ہیں جو عالم ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی علم خَشْیَۃ اللہ کو پیدا کر دیتا ہے اور خدا تعالیٰ نے علم کو تقویٰ سے وابستہ کیا ہے کہ جو شخص پورے طور پر عالم ہو گا اُس میں ضرور خَشْیَۃ اللہ پیدا ہو گی۔... اس جگہ علم سے مراد علم القرآن ہی ہے جس سے تقویٰ اور خشیت پیدا ہوتی ہے“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 599)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”خشیت اُس خوف کو کہتے ہیں جو کسی کی عظمت کی وجہ سے پیدا ہو اور صرف کسی کی اپنی کمزوری کی وجہ سے یہ ڈر پیدا نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی خشیت یقیناً ایسی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اظہار بھی ہے اور ایک کمزور بندے کی اپنی کم مائیگی کا اظہار بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کیا ہے؟ یہ یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ سب طاقتوں کا مالک ہے اور اُس نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ ہر چیز اُس کی پیدا کردہ ہے اور اُس کے ذریعہ سے قائم ہے۔ اُسی کی ملکیت ہے اور اُس کے چاہنے سے ہی ملتی ہے۔ پس جب ایسے قادر اور مقتدر خدا پر ایمان ہو اور اُس کی خشیت دل میں پیدا ہو تو پھر ہی انسان اُس کی قدرتوں سے حقیقی فیض پا سکتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 3 اگست 2012ء)

سامعین کرام! آیئے۔ کچھ مثالوں سے ہم اپنے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو دیکھتے ہیں جو ہمیں قدم قدم پر آپؐ کا خشیت الٰہی دکھاتا ہے۔ دیکھیں! کیسی معرفت تھی، کیسی احتیاط تھی، کس طرح خدا تعالیٰ سے خائف رہتے تھے اور باوجود اس کے کہ تمام انسانوں سے زیادہ آپؐ کامل تھے اور ہر قسم کے گناہوں سے آپؐ پاک تھے۔ خود اللہ تعالیٰ آپ کا محافظ و نگہبان تھا مگر باوجود اس تقدیس اور پاکیزگی کے یہ حال تھا کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے خائف رہتے نیکی پر نیکی کرتے، اعلیٰ سے اعلیٰ اعمال بجالاتے، ہر وقت عبادت الٰہیہ میں مشغول رہتے مگر باوجود اس کے ڈرتے اور بہت ڈرتے۔ اپنی طرف سے جس قدر ممکن ہے احتیاط کرتے مگر خدا تعالیٰ کے غناء کی طرف نظر فرماتے اور اس کے جلال کو دیکھتے تو اس بارگاہ صمدیت میں اپنے سب اعمال سے دستبردار ہو جاتے اور استغفار کرتے اور جب موقع ہوتا توبہ کرتے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ خدا کی قسم! میں دن میں ستر دفعہ سے زیادہ خدا تعالیٰ کے حضور میں اپنی کمزوریوں سے عفو کی درخواست کرتا ہوں اور اس کی طرف جھک جاتا ہوں۔

(بخاری کتاب الدعوات باب استغفار النبیؐ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح استغفار اور توبہ کرنا بتاتا ہے کہ خشیت الٰہی آپؐ پر اس قدر غالب تھی کہ آپؐ اس کے جلال کو دیکھ کر بے اختیار اس کے حضور میں گر جاتے کہ انسان سے کمزوری ہو جانی ممکن ہے تُو مجھ پر اپنا فضل ہی کر۔

اللہ تعالیٰ کے مقرب ترین وجود اور اپنے صحابہ کے لئے رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ کا خطاب پانے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل اللہ کی خشیت سے بھرا ہوا تھا آپ کے دل میں خدا کی عظمت اس قدر تھی اور آپؐ اس کی بے نیاز ذات سے اس قدر خائف رہتے کہ اگر آندھی کے آثار دیکھتے تو آپؐ کا چہرہ متغیر ہو جاتا۔ حضرت عائشہؓ سے ایک دفعہ فرمایا۔ اے عائشہ! کیا پتا کہ اس آندھی میں ایسا عذاب پوشیدہ ہو جس سے ایک گزشتہ قوم ہلاک ہو گئی تھی اور ایک قوم نے کہا تھا یہ تو بادل ہے جو بارش لے کر آیا ہے مگر وہ دردناک عذاب لے کر برسا۔

(بخاری کتاب التفسیر)

آپؐ ساری رات عبادت میں روتے روتے سجدہ گاہ تر کر دیتے تھے۔ آپؐ دعا کیا کرتے تھے کہ میرے اللہ تیری خاطر میں نے رکوع کیا تجھ پر میں ایمان لایا اور تیرا ہی میں فرمانبردار ہوں اور تجھی پر میرا توکل ہے اور تو ہی میرا پروردگار ہے میرے کان، میری آنکھیں، میرا گوشت، میرا خون، میری ہڈیاں، میرا دماغ اور میرے اعصاب اس اللہ کی اطاعت میں جھکے ہوئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

(صحیح مسلم)

صحابہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ کی گریہ وزاری اور خشوع وخضوع کی یہ حالت تھی کہ آپؐ کے سینہ سے گڑگڑانے کی آواز سنی جاسکتی تھی جو ہنڈیا کے ابلنے کی آواز سے مشابہ ہوتی تھی۔

(مسند احمد جلد 4 مطبوعہ مصر)

سامعین! بدر کے دوران جب کہ دشمن کے مقابلہ میں آپؐ اپنے جاں نثار بہادروں کو لے کر کھڑے ہوئے تھے۔ تائید الٰہی کے آثار ظاہر تھے۔ کفار نے اپنا قدم جمانے کے لئے پختہ زمین پر ڈیرے لگائے تھے اور مسلمانوں کے لئے ریت کی جگہ چھوڑ دی تھی لیکن خدا نے بارش بھیج کر کفار کے خیمہ گاہ میں کیچڑ ہی کیچڑ کر دیا اور مسلمانوں کی جائے قیام مضبوط ہوگئی۔ اسی طرح اور بھی تائیدات سماویہ ظاہر ہو رہی تھیں۔ لیکن باوجود اس کے اللہ تعالیٰ کا خوف ایسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غالب تھا کہ سب وعدوں اور نشانات کے باوجود اس کے غنا کو دیکھ کر گھبراتے تھے اور بے تاب ہو کر اس کے حضور میں دعا کرتے تھے کہ مسلمانوں کو فتح دے۔ آپؐ یہ دعا کر رہے تھے اور اس الحاح کی کیفیت میں آپؐ کی چادر بار بار کندھوں سے گر جاتی تھی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَنْشُدُ عَھْدَکَ وَوَعْدَکَ اَللّٰھُمَّ اِنْ تَھْلِکْ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃُ مِنْ اَھْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدُ فِی الْاَرض

(تاریخ طبری)

کہ اے میرے خدا! اپنے وعدہ کو اپنی مدد کو پورا فرما۔ اے میرے اللہ! اگر مسلمانوں کی یہ جماعت آج ہلاک ہوگئی تو دنیا میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ اس وقت آپؐ اس قدر کرب کی حالت میں تھے کہ کبھی آپؐ سجدہ میں گر جاتے اور کبھی کھڑے ہو کر خدا کو پکارتے تھے اور آپؐ کی چادر آپؐ کے کندھوں سے گر پڑتی تھی۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں مجھے لڑتے لڑتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آتا اور میں دوڑ کے آپؐ کے پاس پہنچ جاتا تو دیکھتا کہ آپؐ سجدہ میں ہیں اور آپؐ کی زبان پر یا حي، یا قیوم کے الفاظ جاری ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ جوش فدائیت میں آپؐ کی اس حالت کو دیکھ کر بے چین ہو جاتے اور عرض کرتے یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ گھبرائیں نہیں۔ اللہ ضرور اپنے وعدے پورے کرے گا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر دعا وگریہ وزاری میں مصروف رہے۔ آپؐ کے دل میں خشیت الٰہی کا یہ گہرا احساس مضمر تھا کہیں خدا کے وعدوں میں کوئی ایسا پہلو مخفی نہ ہو جس کے عدم علم سے تقدیر بدل جائے۔

(صحیح بخاری کتاب الجہاد۔ باب فی درع النبی)

سامعین! دیکھیں یہ ہے ہمارے پیارے رسولؐ کا اسوہ اور خشیت الٰہی کہ کہیں میری جماعت خدا کے عذاب کا شکار نہ ہو جائے اور اگر ہم آج کل کا دَور دیکھیں تو ہونے والی جنگیں اپنے مفاد کی خاطر ہو رہی ہیں جن میں قومیں تباہ ہو رہی ہیں اور جنگ کرنے والے یہ نہیں سوچتے کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق تباہ ہو رہی ہے ان کے دلوں میں کوئی خدا کا خوف نہیں صرف اپنے ہتھیار بیچنے اور اپنی ملکیت بڑھانے کا احساس ہے دنیا پر حکومت کرنے کا طاقت کا نشہ ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، حجۃ الوداع کا یہ خوبصورت منظر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرِ اسود کی طرف منہ کیا پھر اپنے ہونٹ اس پر رکھ دیئے اور دیر تک روتے رہے پھر اچانک توجہ فرمائی تو حضرت عمر بن خطابؓ کو روتے دیکھا اور فرمایا اے عمر! یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ کی محبت اور خوف سے آنسو بہائے جاتے ہیں۔

(ابن ماجہ)

حجۃ الوداع کے موقع پر دعا کرتے ہوئے آپؐ نے اپنے مولیٰ کے حضور عرض کیا کہ اے اللہ! تُو میری باتوں کو سنتا ہے اور میرے حال کو دیکھتا ہے۔ میری پوشیدہ باتوں اور ظاہری امور سے تو خوب واقف ہے۔ میرا کوئی بھی معاملہ تجھ پر کچھ بھی تو مخفی نہیں۔ مَیں ایک بدحال فقیر اور محتاج ہوں۔ تیری مدد اور پناہ کا طالب، سہا اور ڈرا ہوا، اپنے گناہوں کا اقراری ہوں اور معترف ہو کر مَیں تیرے پاس آیا ہوں۔ میں تجھ سے ایک عاجز مسکین کی طرح سوال کرتا ہوں۔ تیرے حضور مَیں ایک ذلیل گنہگار کی طرح زاری کرتا ہوں۔ ایک اندھے نابینا کی طرح خوفزدہ تجھ سے دعا کرتا ہوں۔ میری گردن تیرے آگے جھکی ہوئی ہے۔ میرے آنسو تیرے حضور بہ رہے ہیں۔ میرا جسم تیرا مطیع ہو کر سجدے میں گرا پڑا ہے اور ناک خاک آلودہ ہے۔ اے اللہ! تُو مجھے اپنے حضور دعا کرنے میں بدبخت نہ ٹھہرا دینا۔ میرے ساتھ مہربانی اور رحم کا سلوک فرمانا۔ اے وہ جو سب سے زیادہ التجاؤں کو قبول کرتا ہے اور سب سے بہتر عطا فرمانے والا ہے، میری دعا قبول کر لینا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد 11 صفحہ 140)

سامعین! یہ وہ دعا ہے جو عاجزی اور خَشْیَۃُ اللّٰہ کی اُن بلندیوں تک پہنچی ہوئی ہے جو آپؐ کی خشیت کا ایک کامل نمونہ ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں خشیتِ الٰہی کی صفت پیدا کرنے کے لئے ایک دفعہ انہیں یہ کہانی سنائی کہ ایک شخص نے بوقت موت اپنے اہل خانہ کو وصیت کی کہ میری وفات کے بعد لکڑیاں جمع کر کے آگ جلانا جب میں جل کر راکھ ہو جاؤں تو خاک سمندر میں ڈال دینا۔ اولاد نے اس کی وصیت پر عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی خاک جمع کی اور اس سے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کیا اے میرے ربّ! تیرے ڈر اور خوف سے ایسا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ جواب سن کر اسے بخش دیا۔

(بخاری)

سورۃ المومنون کی جو آیات خاکسار نے ابتداء میں بیان کی ہیں اُن آیات کو سن کر حضرت عائشہؓ کے دل میں ایک سوال پیدا ہوا اور انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے، چوری (وغیرہ گناہ) کرتے اور پھر اللہ سے ڈرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو قرآن کی عملی تفسیر تھے۔ آپؐ سے بڑھ کر کون اِن آیات کی حقیقت بیان کر سکتا تھا۔ آپؐ نے کیا خوب فرمایا "اے صدّیق کی بیٹی! یہ وہ لوگ ہیں جو روزے رکھتے، نمازیں پڑھتے اور صدقات دیتے ہیں مگر پھر بھی ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ نیکیاں غیر مقبول ہو کر ردّ ہو جائیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نیکیوں میں سبقت کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔"

(ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب سورۃ المؤمنون)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب (سورۃ نجم کی آخری) آیت اُتری اَفَمِنۡ هٰذَا الۡحَدِيۡثِ تَعۡجَبُوۡنَ وَتَضۡحَكُوۡنَ وَلَا تَبۡكُوۡنَ۔ یعنی کیا تم اس بات (یا کلام) سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو روتے نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ غریب صحابہ جن کا مسجد نبوی کے چبوترے پر بسیرا ہوتا تھا اور اصحاب صُفّہ کہلاتے تھے، بہت روئے۔ یہاں تک کہ ان کے آنسو سے رخسار بھیگ گئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آہ وزاری سنی تو ان کے ساتھ مل کر رونے لگے۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں ہم حضورؐ کو روتا دیکھ کر اور رونے لگے۔ تب آپؐ نے فرمایا جو شخص اللہ کی خشیئت سے رویا وہ آگ میں داخل نہ ہو گا۔

(بیہقی شعب الایمان جلد صفحہ 479)

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد خلاف معمول بڑی تیزی سے صحابہ کی صفیں چیرتے ہوئے گھر تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد واپس تشریف لائے تو ہاتھ میں سونے کی ایک ڈلی تھی۔ فرمایا کچھ سونا آیا تھا وہ مستحقین میں تقسیم ہو گیا۔ یہ سونے کی ڈلی تقسیم ہونے سے رہ گئی تھی۔ نماز میں مجھے خیال آیا تو اسے میں جلدی سے لے آیا ہوں تاکہ قومی مال میں سے کچھ ہمارے گھر میں نہ رہ جائے۔ طہارت نفس اور خوفِ الٰہی کی یہ کیسی بے نظیر مثال ہے۔

(بخاری کتاب الزکوۃ باب من احب تعجیل الصدقۃ)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس فکر میں رہتے تھے کہ کہیں آپؐ کا رحیم و کریم خدا آپؐ سے ناراض نہ ہو جائے۔ ایک دفعہ حضورؐ بیمار ہو گئے اور دو یا تین راتیں نماز تہجد کیلئے نہ اُٹھ سکے۔ حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میرے خیال میں آپؐ کے ساتھی (یعنی جبرائیلؑ) کے نزول میں کچھ تاخیر ہو گئی ہے۔ حضورؐ کو بھی طبعاً فکر ہوئی ہو گی۔ چنانچہ سورۃ والضُّحٰی نازل ہوئی جس میں حضورؐ کو تسلی دیتے ہوئے یہ ارشاد ہے مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى کہ تیرے رب نے تجھے چھوڑا نہیں اور نہ وہ تجھ سے ناراض ہوا۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ والضحیٰ)

سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موت سے بھی کسی وقت غافل نہ رہتے اور خشیت الٰہی آپؐ پر اس قدر غالب تھی کہ ہر روز یہ یقین کر کے سوتے کہ شاید آج ہی موت آجاوے اور آج ہی اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا پڑے اور اس لیے آپؐ ایک ایسے مسافر کی طرح رہتے تھے جسے خیال ہوتا ہے کہ ریل اب چلی کہ چلی۔ وہ کبھی اپنے آپ کو ایسے کام میں نہیں پھنسایا کرتے تاکہ جسے چھوڑنا مشکل ہو۔ آپؐ بھی ہر وقت اپنے محبوب کے پاس جانے کے لیے تیار رہتے اور جو دم گزرتا اسے اس کے فضل کا نتیجہ سمجھتے اور موت کو یاد رکھتے۔ حذیفہ بن الیمانؓ فرماتے ہیں:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب آپؐ اپنے بستر پر لیٹتے اپنے رخسار کے نیچے اپنا ہاتھ رکھتے اور فرماتے اے میرے مولا! میرا مرنا اور جینا تیرے ہی نام پر ہو اور جب سو کر اٹھتے تو فرماتے شکر ہے میرے رب کا جس نے ہمیں زندہ کیا مارنے کے بعد اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ

آپؐ ہر رات جب بستر پر جاتے تو اپنی طرف سے حساب ختم کر جاتے اور خدا تعالیٰ سے دعا مانگتے کہ اگر میں فوت ہو جاؤں تو تب بھی تیرے ہی نام پر میری زندگی ہو اور جب اٹھتے تو خدا تعالیٰ کے احسان پر حمد کرتے کہ میں تو اپنی طرف سے دنیا سے علیحدہ ہو چکا تھا تیرا ہی فضل ہوا کہ تو نے پھر مجھے زندہ کیا اور میری عمر میں برکت دی۔

(بخاری کتاب الدعوات باب وضع الید تحت الخد الیمن)

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کیا کرتے تھے کہ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَدُعَآءٍ لَا یُسْمَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ۔ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هٰؤُلَآءِ الْاَرْبَعِ۔

کہ اے اللہ! مَیں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے دل سے جو خشوع نہیں کرتا اور ایسی دعا سے جو سنی نہیں جاتی اور ایسے نفس سے جو سیر نہیں ہوتا اور ایسے علم سے جو نفع رساں نہیں ہے۔ مَیں تجھ سے ان چاروں سے پناہ چاہتا ہوں۔

(سنن الترمذی کتاب الدعوات باب 68 حدیث: 3482)

سامعین کرام! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل دیکھ لیں اس خشیت سے بھرا پڑا ہے۔ خدا تعالیٰ کے خوف سے لرزاں و ترساں ہیں۔ باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ کے مقرب ترین آپؐ ہیں۔ پس یہ اسوہ حسنہ ہے اور یہ خَشْیَۃ اللہ ہے۔ لیکن افسوس کہ آج کے دَور میں خود کو عاشقانِ رسول کہنے والے جب مساجد پر لکھے ہوئے کلمے کو مٹاتے ہیں، مینارے توڑتے ہیں، قبروں کے کتبے اتارتے ہیں، لاشوں کی بے حرمتی کرتے ہیں، نہتے اور مظلوم لوگوں کو شہید کرتے ہیں تو اُن کے دلوں میں کہیں پر بھی خشیت الٰہی نظر نہیں آتی جس کا سبق ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی زبانوں سے جھوٹ کے علاوہ کچھ نہیں نکلتا، جن کے عمل دنیاوی لالچوں سے باہر نہیں آتے۔ جن کی زبانیں گند کے علاوہ کچھ نہیں بولتیں۔ آجکل پاکستان میں دیکھ لیں بلکہ یہاں یورپ میں بھی اکثر مسجدوں میں خطبات کے دوران جماعت کے خلاف اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف مغلظات کے علاوہ یہ کچھ نہیں بولتے۔ تو کیا یہ وہ علماء ہیں جن کے دل میں اللہ تعالیٰ کی خشیت ہے؟ یہ دنیا کو کیا پیغام دے رہے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام تو امن کا پیغام ہے، انسانی ہمدردی کا پیغام ہے، دوسروں کے مذاہب اور عقائد کے احترام کا پیغام ہے وہ پیغام جو دلوں میں خدا کے خوف کو اور بڑھا دیتا ہے اور دنیا کو امن اور آشتی کی طرف لے کر جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے اندر وہ خشیت الٰہی پیدا کرنے کی طاقت دے جس کا نمونہ ہمارے لیے ہمارے پیارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)